تفسیر "البرہان فی مشکلات القرآن" کا منہج واسلوب

The Methodology and style of *"Tafsir Al-Burhan fi Mushkilatul Qur'an"*

Open Access Journal
Qtly. Noor-e-Marfat
eISSN: 2710-3463
pISSN: 2221-1659
www.nooremarfat.com
Note: All Copy Rights are Preserved.

Khalil Ur Rahman (Ph.D Scholar.Deptt. Islamic Theology Islamia college Peshawar).
Email: khalilurrahmanptc@gmail.com
Dr. Muhammad Riaz khan,Al-Azhari (Associate Professor Islamic Theology Islamia College Peshawar).
Email:drraiznumal@yahoo.com

Abstract: Maulana Abdul Hadi Shah Mansoori (1873-1987) started teaching Tafsir of Holy Quran in Pashto language in Khyber Pakhtunkhwa in 1927. He left the essence of his understanding of the Holy Quran by name of "*Tafseer Alburhan fi Mushkalat-Alquran*". He explained the meanings and concepts of the Qur'an with great care, keeping in mind the interpretive principles of the Qur'an. This is a concise but a unique commentary on solving meanings and difficult verses of Holy Quran. In it, special care has been taken for *Tafsir-e-Qur'an-bil-Qur'an*, *Tafsir-bil-Hadith* and *Tafsir beaqwal-e-Sahaba wa Tabaeen*. This commentary is a short collection of contemporary commentaries.

Keywords: Tafseer, *Alburhan, Mushkalat-Alquran*, Methodology, Abdul Hadi Shah Munsoori.

خلاصہ

مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ (1873ء-1987ء) نے خیبر پختونخواہ میں پشتو زبان میں قرآن کریم کی تفسیر پڑھانے کا آغاز 1927ء میں کیا۔آپ نے انتہائی عرق ریزی کے ساتھ قرآن کے تفسیری اصولوں کو مد نظر رکھ کر معانی القرآن اور مفاہیم کو بیان کیا ہے۔یہ ایک اجمالی تفسیر ہے مگر مفاہیم ومعانی اور مشکل مقامات کو حل کرنے میں ایک بے نظیر تفسیر ہے جس میں مشکل آیات کا حل اور عصمت انبیاء پر سیر حاصل تبصرہ ہوا ہے۔ اس میں تفسیر قرآن بالقرآن، تفسیر بالحدیث اور تفسیر باقوال الصحابہ وتابعین کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ یہ تفسیر، دور حاضر میں تفسیر بالماثور کا مختصر مجموعہ ہے۔

کلیدی کلمات: تفسیر، البرہان، مشکلات القرآن، منہج، عبدالہادی شاہ منصوری

تمہید

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ انسان اپنی ابتدائے آفرینش سے ہی تعلیم و تعلم کے سلسلے سے وابستہ ہے۔ ہر زمانہ میں انسان کی راہنمائی کیلئے اللہ تعالیٰ نے وحی کا سلسلہ جاری وساری رکھا ہے۔ آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر قرآن مجید نازل ہوا جو کہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور انسان کے تاقیامت دینی و دنیوی راہنمائی کیلئے کافی ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کلام کی توضیح تو بعض دفعہ قرآن نے خود کی ہے لیکن اس کے مفسر اعظم حضور ﷺ ہیں اور آپؐ کے بعد آپؐ کے اہل بیت علیہم السلام اور صحابہ کرامؓ وتابعینؒ ہیں۔ ان کے بعد ہر وقت کسبی و فیضی علم کے زیور آراستہ مفسرین حضرات نے مختلف زاویوں سے قرآن کریم کی تفسیر کی ہے۔ علم قرأت، استنباط احکام، اعجاز قرآن، ناسخ و منسوخ، اسباب نزول، صرفی، نحوی قواعد، فضائل، قصص اور دوسرے اشکال میں تفاسیر لکھی گئی ہیں جو وقت کی ضرورت اور عوام الناس کی سہولت کو ملحوظ نظر رکھ کر لکھی گئی ہیں۔

ان تفاسیر میں ایک تفسیر مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ کی تفسیر "تفسیر البرہان فی مشکلات القرآن" ہے۔ مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ نے مولانا حسین علی الوانیؒ سے کسب فیض حاصل کیا اور موضع صوابی میں پشتو زبان میں قرآن کریم کا پہلی بار تفسیر پڑھانے کا آغاز 1927ء میں کیا۔"[1] آپ نے پورے اکسٹھ سال مسلسل سالانہ تین دورہ تفسیر (ایک رمضان میں اور ایک سالانہ اسباق کے دوران طلبہ کرام کو اور ایک نماز عشاء کے بعد محلّہ والوں کو) پڑھائے۔ انہوں نے اپنے تفسیری فہم وفراست کا نچوڑ "تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن" کے نام سے چھوڑا۔ یہ تفسیر بہت اہمیت کی حامل ہے جس کے منہج اور اسلوب سے آشنائی ضروری ہے۔ پیش نظر مقالہ میں اس تفسیر کی روش اور منہج پر بحث کی گئی ہے تاکہ قارئین کو اس کتاب کے بارے میں بنیادی آگاہی حاصل ہوسکے۔

سابقہ لٹریچر

مولانا عبدالہادی شامنصوریؒ کے زندگی کے مختلف پہلوں پر اب تک بہت سے مضمون لکھے گئے ہیں اور مختلف اخبارات و ماہناموں میں شائع ہوئے ہیں۔ کتابی شکل میں مولانا محمد ابراہیم فانی کی کتاب حیات شیخ القرآن[2] علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے سعید الرحمٰن کا مقالہ "مولانا عبدالہادی کی تفسیری خدمات" وغیرہ موجود ہیں لیکن اس موضوع پر یہ پہلا کام ہوگا۔

تفسیر البرہان کی بعض خصوصیات

1. **نام واشاعت**: "تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن" جو کہ مقدمہ اور فہارسِ سور سمیت چھ سو چودہ (614) صفحات پر مشتمل ہے خود مصنف مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ کی زندگی ہی میں اپریل 1987ء میں منظر

عام پر آ گئی تھی اسے "شعبہ تصنیف وتالیف دار العلوم تعلیم القرآن شاہ منصور صوابی نے مطبع: ایجوکیشنل پریس ادب منزل پاکستان، چوک کراچی سے چھپوایا۔

2. **وجہ تسمیہ**: قاضی فضل اللہ صاحب نے فرمایا برھان "برھن" سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہیں "بَیَّنَ" اور اس کا مصدر بروزنِ تفعیل "تبیینٌ" ہے، جس کے لغوی معنی ہیں جدا کرنا اور الگ کرنا، تو برھان کا معنی ہوا دلیل مبیّنٌ یعنی جُدا کرنے والی دلیل۔ یعنی وہ دلیل جو صحیح اور غلط کو ایک دوسرے سے جدا کرے۔ یا لفظ البرھان، "بُرھۃ" سے مأخوذ ہے جس کے معنی قطع کرنے یعنی کاٹنے کے ہیں۔ اور کاٹنے سے بھی جُدائی آتی ہے۔ بہر صورت، اس کے معنی واضح اور واضح کرنے والا کے ہیں۔ اور منطق میں برھان وہ دلیل ہوتی ہے جو مدعی کے موافق ہو جس کو منطق میں تقریبِ تام کہتے ہیں۔ بنابریں، مندرجہ بالا دووجوہات میں سے کوئی بھی وجہ "تفسیر البرھان فی مشکلاتِ القرآن" کی وجۂ تسمیہ ہو سکتی ہے۔[3]

3. **عربی زبان کا انتخاب**: مولانا عبد الہادی شاہ منصوریؒ نے اپنی تفسیر عربی زبان میں اس لئے لکھی ہے کیونکہ آپؒ ہمیشہ علماء اور طلباء کو پڑھاتے رہے اور طلباء کی تعلیمی و تعلّمی زبان عربی ہے، دوسری طرف عربی قرآن اور زبانِ رسول ﷺ ہے اور دینِ اسلام کا بڑا ذخیرہ اسی زبان میں موجود ہے۔ خصوصاً اسلاف کے ہاتھوں کا قیمتی اثاثہ تو ہے ہی عربی میں۔ تفسیر البرھان تو عربی میں اس لئے لکھی گئی تاکہ طلباء کو عربی میں پختگی نصیب ہو اور وہ قرآن کو قرآن ہی کی زبان میں سمجھا جائیں۔[4]

مولانا عبد الہادی شاہ منصوریؒ کا علمی سفر

تفسیر "البرہان فی مشکلات القرآن" کی ابتداء میں "ترجمۃ المؤلف" کے عنوان سے مصنّف کا تعارف (تذکرہ اساتذہ، تصوف وغیرہ) اجمالاً پیش کیا ہے۔ جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دار العلوم دیوبند میں داخلہ نہ لینے کا سبب بھی بیان کیا گیا ہے۔ جب آپؒ کے صاحبزادے جناب نور الہادی صاحب دامت برکاتہم نے آپؒ سے پوچھا کہ آبّا جی! آپ نے دیوبند میں داخلہ کیوں نہ لیا۔ تو آپؒ نے فرمایا: "ذَھبتُ إلیٰ دارالعلوم دیوبند ولکن لمّا رأیتُ الأساتذہ الکرام رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین عنھم یدرسون العلوم العقلیہ والنقلیہ بأخذ الأجرۃ فرضتُ وجئتُ إلیٰ غورغشتی واخذتُ العلم عن الشیخ العلامۃ النصیر الدین رحمۃ وّاسعۃ"[5] ترجمہ: "میں دار العلوم دیوبند میں علم حاصل کرنے کیلئے چلا گیا تو وہاں پر مجھے معلوم ہوا کہ یہاں کے اساتذہ کرام رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین علوم وفنون کا درس تنخواہ پر دیتے ہیں پس میں واپس غور غشتی آگیا اور وہاں پر مولانا نصیر الدین غرغستویؒ سے حدیث کا سند حاصل کیا۔" اس کے بعد (الاعتذار مِن المؤلّف) کے عنوان سے

مصنّفؒ نے عجز وانکساری کا اظہار کیا ہے۔ اور اگر کتاب میں کوئی سہوا یا خطائی ہو تو اس کی تصحیح کی درخواست کی ہے۔ اس کے بعد دو عربی اشعار لکھے ہیں:

وباقی العمر أسقام وشیب------وهمَّ بارتحال وانتقال

وقلیل العمرفی دار دنیا----ومضجعنا الی بیت التراب[6]

ترجمہ: "اور اب باقی عمر بیماری اور بوڑھاپا ہے اور قصد کیا ہے چلنے اور منتقل کرنے کا۔ اور دنیا میں تھوڑی عمر گزرنا ہے اور ہمارہ خواب گاہ قبر ہے۔"

پھر آپؒ نے اپنا سند تفسیر لکھا ہے۔ کہ آپ نے قرآن مجید کی تفسیر مولانا حسین علیؒ سے پڑھی۔ مولانا حسین علیؒ کے بارے میں مولانا احمد علی لاہوریؒ فرماتے ہیں کہ " مولانا حسین علیؒ بہت بلند پایہ انسان تھے وہ فنا فی التوحید تھے اورقرآن مجید کی حرکات و سکنات سے بھی اللہ تعالیٰ کی توحید ثابت کرتے تھے۔"[7] اللہ تعالیٰ نے آپ (مولانا عبدالہادیؒ) کو عظیم استاد کی صحبت نصیب فرمائی تھی۔ایک دن کسی نے آپ سے پوچھا کہ حضرت آپ کتنا عرصہ اپنے اُستاد کے پاس رہے تو فرمایا۔"میں تفسیر قرآن کے مکمل ضبط تک اپنے شیخ کے پاس رہااور جب مجھے یقین آیا کہ میں اب دورہ تفسیرِ قرآن پڑھانے کے قابل ہوں، تب میں وہاں سے اپنے علاقہ اور گاؤں کو واپس آیا۔"[8]

مولانا حسین علیؒ نے قرآن مجید کی تفسیر خواجہ محمد عثمانؒ سے، اُنہوں الحاج دوست محمد قندھارویؒ سے، اُنہوں نے شاہ احمد سعیدؒ سے، اُنہوں نے شاہ عبدالعزیزؒ سے اور اُنہوں اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولّی اللہ محدث دہلویؒ سے۔[9] تو گویا مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ کی سندِ تفسیر پانچ واسطوں سے شاہ ولّی اللہؒ سے جا ملتی ہیں۔[10] پھر اس کے بعد قرآن مجید کی تعریف، موضوع اور غرض انتہائی آسان انداز میں بیان کی ہے۔ اور فرماتے تھے کہ قائل جب اپنے قول کی تشریح خود کریں وہ زیادہ بہتر ہو گا۔

قرآن کریم کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت

تعریف قرآن مجید: كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَاب (29:38) ترجمہ: "(یہ) کتاب جو ہم نے تم پر نازل کی ہے بابرکت ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہلِ عقل نصیحت پکڑیں۔" اور ساتھ ہی علمائے اُصولین کی تعریف بھی بیان فرماتے تھے: "لأنَّ تعریفه عندهم القرآن کتابٌ نزل علَی الرسول نجماً نجماً المکتوب فی المصاحف المنقول عنه نقلاًمتواتراً بلا شبهه"[11] ان کے مطابق قرآن کا موضوع توحید ہے: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْن(2-21) کو دلیل میں پیش کرتے ہیں۔ آپ کے نزدیک نزولِ قرآن کا مقصد "الفوز فی الدّارین

بالسعادة الأبديّة" ہے۔ [12] جس قرآنی آیت بطور دلیل پیش کرتے ہیں: " اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا" (9:17)

اُصولِ تفسیر

حافظ ابنِ کثیر کی تفسیر "تفسیر القرآن العظیم "المعروف" تفسیر ابنِ کثیر"، تفسیر سلف کا بہترین نمونہ سمجھی جاتی ہے۔ابن کثیرؒ نے اس تفسیر کے مقدمہ میں تفسیر کے چند اُصول بیان کئے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

"اِنَّ اَصحّ الطرقُ فی ذالک اَنْ یُفسّر القرآن باالقرآن فما أُجمل فی مکانٍ فانّهٗ قد بسط فی موضعٍ اٰخرٍ فان اعیاک فعلیک بالسنّه فانّها شارحة للقرآن و موضحة له واذا لم نجد التفسیر فی القرآن ولا فی السنّة رجعنا فی ذالک الیٰ القول الصحابه--- واذا لم نجد التفسیر فی القرآن ولا فی السنّة ولا وجدتّهٗ عن الصحابه فقد رجع کثیر من الأئمه فی ذالک اِ لی اَقوال التابعین."[13]

حافظ ابنِ کثیر نے مذکورہ بالا عبارت میں قرآن مجید کی تفسیر کے چار بنیادی اُصول بیان کیے ہیں:

1. تفسیر القرآن باالقرآن

حافظ ابن کثیرؒ کے نزدیک قرآن کی تفسیر کا درست اور محفوظ طریقہ یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر خود قرآن سے کی جائے۔اس لئے کہ قرآن میں اگر ایک بات یا حکم کسی ایک مقام پر مجمل ذکر ہوا ہے تو دوسری جگہ اُس کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔

2. تفسیر القرآن بالآحادیث النبویہ

قرآن کریم کی تشریح وتوضیح کا دوسرا ذریعہ احادیثِ نبویہ ہیں، کیونکہ قرآن آپؐ پر نازل ہوا ہے اور آپؐ ہی اِس کے شارح ہیں۔خود قرآن اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى (53:4-3) جیسا کہ امامِ شافعیؒ کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے تمام فیصلے اور احکامات قرآنِ مجید سے ماخوذ ہیں۔[14]

3. تفسیر القرآن با قوالِ الصحابہؓ

سلف صالحین کا طریقہ یہ رہا کہ وہ پہلے قرآن کی تفسیر خود قرآن سے کرتے،اگر قرآن میں وضاحت نہ ملتی تو پھر حضور ﷺ کی احادیثِ مبارکہ کی طرف رجوع کرتے اور اگر احادیث سے بھی کوئی تفسیری نکتہ نہ ملتا تو پھر اقوالِ صحابہؓ سے استفادہ کرتے۔[15]

4. تفسیر القرآن باَقوالِ التابعینؒ

تابعینؒ نے اصحابؓ رسول ﷺ سے براہ راست فیض اٹھایا ہے۔اس لئے تفسیر قرآن کا چوتھا ماخذ اقوال تابعین کو مانا گیا ہے تابعین کی معلومات متاخرین کی نسبت زیادہ مستند ہے۔ کیونکہ یہی وہ حضرات تھے جنھوں نے اصحابِ

رسول ﷺ سے براہِ راست استفادہ کیا ہے۔ تابعین حضراتؒ اگر کسی آیت کی تفسیر میں متّفق ہوں تو کسی کو ان کی مخالفت جائز نہیں۔[16]

مندرجہ بالا چار اُصولوں کو اپناتے ہوئے لکھی گئی تفسیر، تفسیرِ بالماثور کہلاتی ہے۔ ذیل کی سطور میں " تفسیر البرہان فی مشکلات القرآن "کا جائزہ لیا جاتا ہے کہ مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ اپنی تفسیر میں کس حد تک اِن اُصولوں پر عملِ پیرا رہے ہیں۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں:

پہلا اُصول

تفسیر البرہان فی مشکلات القرآن مولانا عبدالہادیؒ نے تفسیرِ قرآن کے پہلے اُصول کو مدّ نظر رکھتے ہوئے: فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيۡهِ‌ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ(2:37) کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "فتلقّی اٰدم" ای تقبّل (من ربه کلماتٍ) الھاماً وھی (ربّنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا ترحمنا لنکوننّ من الخاسرین)[17] اسی طرح آیہ مبارکہ: وَالّٰتِىۡ يَاۡتِيۡنَ الۡفَاحِشَةَ مِنۡ نِّسَآٮِٕكُمۡ فَاسۡتَشۡهِدُوۡا عَلَيۡهِنَّ اَرۡبَعَةً مِّنۡكُمۡ‌ ۚ فَاِنۡ شَهِدُوۡا فَاَمۡسِكُوۡهُنَّ فِى الۡبُيُوۡتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰٮهُنَّ الۡمَوۡتُ اَوۡ يَجۡعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيۡلًا(4:15) کے ذیل میں لکھتے ہیں:"وبعد ذالک جاء آیة السورة النور وھی(الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلاتَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللهِ)[18] اور آیہ کریمہ: وَاَنۡ لَّيۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰىۙ(53:39) کی تفسیر کچھ یوں فرمائی:"وَاَنۡ لَّيۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى "لنفسه لا لغیره اما المؤمن فله سعی لغیره کما قال تعالی: "وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَيْءٍ "[19]اور"وما أُنزِل علی الملکین ببابل ھاروتوماروت"وھما ساحران حقیقتاًویقال لھا ملکین مجازاًباعتبارالأوصاف الحسنةونظیره قوله تعالی: اِلاّ أن تکونا ملکین أو تکونا من الخالدین یعنی ملکین مجازاً۔لأنّھما ساحران حقیقتاً."[20] وغیرہ۔

دوسرا اصول

تفسیر البرہان فی مشکلات القرآن نے تفسیر القرآن باالاحادیثِ النبویہ کے اصول کو پیش نظر رکھا ہے۔ مثال کے طور پر مذکورہ آیت کی تفسیر، تفسیر باالقرآن کے اُصول سے کرنے کے بعد اس کی مزید وضاحت کے لئے تفسیر کے دوسرے اُصول (تفسیر القرآن باالاحادیثِ نبویّہ ﷺ) کو بروئے کار لاتے ہوئے لکھتے ہیں: "کما قال رسول الله اتقوا الدنیا والذی نفسی بیده انّھالاسحر من ھاروت وما روت[21] اسی طرح آیہ کریمہ: وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ يُّقۡتَلُ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتٌ ؕ بَلۡ اَحۡيَآءٌ وَّلٰكِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ(2:154) کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: "وفی

الحدیث اذا مات الکافر سلط علیهم سبعین تنینا ای الحیات"[22] نیز آیہ کریمہ: وَعِنۡدَهٗ مَفَاتِحُ الۡغَيۡبِ لَا يَعۡلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ‌ؕ وَيَعۡلَمُ مَا فِى الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ‌ؕ وَمَا تَسۡقُطُ مِنۡ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعۡلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىۡ ظُلُمٰتِ الۡاَرۡضِ وَلَا رَطۡبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ(59:6) کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: "عن ابنِ عمران رسول الله قال ما من زرعٍ علی الأرض ولا من ثمر علی الأشجار الاّ علیها مکتوب بسمِ الله الرحمٰن الرّحیم هذا رزق فلان بن فلان"[23]

اسی طرح آیہ کریمہ: وَلَوۡ تَرٰٓى اِذۡ يَتَوَفَّى الَّذِيۡنَ كَفَرُوا‌ ۙ الۡمَلٰٓـئِكَةُ يَضۡرِبُوۡنَ وُجُوۡهَهُمۡ وَاَدۡبَارَهُمۡ‌ۚ وَذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡحَرِيۡقِ (50:8) کی توضیح کچھ یوں فرمائی ہیں کہ: "قال رجل یا رسول للہ انّی رأیت بظهر ابی جهل مثل الشوک قال هذا ضرب الملائکة"[24] نیز آیہ کریمہ: يٰۤـاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ الۡاَحۡبَارِ وَالرُّهۡبَانِ لَيَاۡكُلُوۡنَ اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ وَيَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ‌ؕ وَالَّذِيۡنَ يَكۡنِزُوۡنَ الذَّهَبَ وَالۡفِضَّةَ وَلَا يُنۡفِقُوۡنَهَا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِۙ فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍۙ يَّوۡمَ يُحۡمٰى عَلَيۡهَا فِىۡ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكۡوٰى بِهَا جِبَاهُهُمۡ وَجُنُوۡبُهُمۡ وَظُهُوۡرُهُمۡ‌ؕ هٰذَا مَا كَنَزۡتُمۡ لِاَنۡفُسِكُمۡ فَذُوۡقُوۡا مَا كُنۡتُمۡ تَكۡنِزُوۡنَ(9:5-34) کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ:"و عن ابی هریرةؓ أن رسول اللهؐ قال ما من صاحب ذهب ولا فضةلا یُؤدی زکوٰتها الاّجعلهایوم القیامةذهباًثمّ حمیٰ علیها فی نار جهنم ثمّ تُکویٰ بها جنبه وجبهته فی یوم کان مقداره خمسین الف سنةحتّی یقضی بین الناس جعل له سبیل اِمّا الی الجنة و اِمّا إلی النار."[25]

تیسرا اصول

جہاں تک " تفسیر القرآن باقوال الصحابہؓ "کے اصول کا تعلق ہے تو اس اُصول کے ضمن میں مولانا عبدالہادیؒ سلف کی راہ پر گامزن رہے ہیں اور قرآنی آیات کی وضاحت و توضیح کے لئے اقوالِ صحابہؓ سے فیض اٹھایا ہے۔مثال کے طور پر آیہ کریمہ: الَّذِيۡنَ يَتَرَبَّصُوۡنَ بِكُمۡ فَاِنۡ كَانَ لَـكُمۡ فَتۡحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوۡۤا اَلَمۡ نَكُنۡ مَّعَكُمۡ ۖ وَاِنۡ كَانَ لِلۡكٰفِرِيۡنَ نَصِيۡبٌ ۙ قَالُوۡۤا اَلَمۡ نَسۡتَحۡوِذۡ عَلَيۡكُمۡ وَنَمۡنَعۡكُمۡ مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ‌ؕ فَاللّٰهُ يَحۡكُمُ بَيۡنَكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ‌ ؕ وَلَنۡ يَّجۡعَلَ اللّٰهُ لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ سَبِيۡلًا(141:4) کی تشریح و توضیح میں رقم طراز ہیں" قال عمر ابن الخطاب مع المؤمنین کنتم اقلّ الناس واذلّ الناس فکثّرکم بالاسلام وکنتم اذلّ الناس فاعزّکم الله بالاسلام وتطلبون العزّة بغیرالله فیذلّکم الله"[26] نیز آیہ کریمہ: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمۡ وَاَنۡتَ فِيۡهِمۡ‌ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمۡ وَهُمۡ يَسۡتَغۡفِرُوۡنَ (33:8) کے ضمن میں یہ اُصول کچھ اس طرح بروئے کار لایا گیا ہے کہ: "قال ابن عباس کان

فیھم ودیعتان النبیﷺ والإستغفار فذھب النبیﷺوبقی الإستغفار."[27] اسی طرح آیہ کریمہ: مَاقَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ (74:22) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ : وقال ابو بکر:"العجز عن الدرک الذات والبحث عن الدرک اشراک."[28]

چوتھا اُصول

تفسیر بالماثور کا چوتھا اُصول تفسیر القرآن باقوال التابعین ہے جو تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن میں نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ مثال کے طور پر آیہ کریمہ: قَدْنَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّکَقِبْلَةً تَرْضٰھَا فَوَلِّ وَجْھَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَیْثُ مَاکُنْتُمْ فَوَلُّوْاوُجُوْھَکُمْ شَطْرَہٗ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوْاالْکِتٰبَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ وَمَااللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّایَعْمَلُوْنَ(2:144) کی تشریح میں حضرت سعید بن مسیّبؒ کا قول ذکر فرماتے ہیں: "عن سعیدبن مسیب ان تحویل القبلة قبل بدر بشھرین فی رجب امراللّٰہ تعالیٰ فی شعبان بتحویل القبلةیوم الثلثآء."[29] اسی طرح آیہ کریمہ: یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ وَیُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا قَالُوْا شَھِدْنَا عَلٰٓی اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْھُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَشَھِدُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ اَنَّھُمْ کَانُوْا کٰفِرِیْنَ(6:130) کے ذیل میں لکھتے ہیں: قال ضحاکؒ الجن یدخلون الجنّة ویأکلون ویشربون۔وقال اللیثؒ بن ابی حلیم مسلموا لجن لا یدخلون الجنّة ولا النار اذااللّٰہ تعالیٰ اخرج آبآئھم الجنة فلا یعید فیھا جمیعاً۔وقا ل ابن الملکؒکلّھم فی الجنة والشیٰطین کلھم فی النار وامّاالإنس والجنّ لھم الثواب وعلیھم العذاب.[30]

اسی طرح آیہ کریمہ: اُولٰٓئِكَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ(2:157) کی تفسیر میں روح المعانی کا حوالہ دیتے ہوئے حسن بصریؒ سے روایت کرتے ہیں کہ: "عن حسن البصری الشھدآء احیاء عنداللّٰہ تعالیٰ ترزق ارواحھم فیصل الیھم الفرح فی قبورھم کما تعرض النار علی ارواح آل فرعون غدوّا و عشیّافیصل الیھم الوجع وھذا مثال مامرّوعن الأصم۔المراد بالحیاة الھدٰی و بالموت الضلالة یعنی المؤمنون بالھدٰی لا یعذبون فی قبورھم والکافرون فی الضلالة یعذّبون فی قبورھم."[31]

مندرجہ بالا بحث کا مقصد یہ ہے کہ مولانا عبدالہادی شا منصوریؒ نے اپنی تفسیر میں انہی اصولوں کو مد نظر رکھ کر قرآن مجید کی تشریح فرمائی ہے جس سے تفسیر کے میدان میں آپ کی عظمت اور قدر و قیمت کا اندازہ لگایا جاسکتا

ہے۔بقول شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ "آپؒ قلباً و قالباً، صورۃً و سیرۃً زمرہ سلف صالحین اور جماعت علماء متقدمین کے ایک فرد تھے اور متاخرین کے اس دور میں جلوہ افروز ہوئے تھے۔"[32]

منہج واسلوب تفسیر

مولانا عبدالہادی شاہ منصوری نے "تفسیر البرہان فی مشکلات القرآن" میں جو روش اپنائی ہے، اس کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

1. مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ نے تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن میں ہر آیت کی تشریح نہیں کی بلکہ چیدہ چیدہ آیات کی توضیح فرمائی ہے۔
2. سورت کی تفسیر کرتے وقت سب سے پہلے اُس سورت کی مکّی ومدنی ہونے کا تعین کرتے ہیں۔
3. سورت کے تمام مضامین کا خلاصہ بیان کرتے ہیں۔
4. قرآن مجید میں کل ایک سو چودہ سورتیں ہیں۔ سوائے سورہ توبہ کے ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آیا ہے۔آپؒ نے ہر سورت کے تسمیہ کی تشریح و تفسیر اُس سورت میں بیان شدہ مضامین کی روشنی میں کی ہے۔
5. تفسیر میں ربط بین الآیات والسّور کا پورا پورا خیال رکھا ہے۔
6. جو سُورتیں حروفِ مقطعات سے شروع ہوئی ہیں ان حروف کی تأویل ورموز اسی سورۃ میں ذکر شدہ مضامین کی روشنی میں کرتے ہیں۔
7. قرآنی متن کو بین القوسین (بریکٹ) میں بند کرکے اِس کے اُوپر لکیر کھینچی گئی ہے۔
8. سورۃ کے ابتداء اور اختتام پر اہم موضوعات کا خلاصہ بیان فرمائے ہیں۔
9. موقع محل کے مناسب اکثر عربی، فارسی زُبان کے اشعار کو بطور استشہاد کے پیش کرتے ہیں۔
10. فقہی مسائل میں ائمہ اربعہ کے دلائل بھی پیش کرتے ہیں لیکن ترجیح امامِ اعظمؒ کے قول کو دیتے ہیں۔
11. تفسیر میں جگہ جگہ ایسے اسرار ورُموز بیان کرتے کہ عقل دنگ رہ جاتی اور دورانِ درس طلباء سے کہتے کہ لکھ لو، سمجھ لو یہ چیز تمھیں تفاسیر کے اوراق میں نہیں ملے گی۔اپنے اُستادِ محترم کا جہاں کہیں تذکرہ آتا ہے تو اُن کا نام نہ لیتے بلکہ فرماتے: فانّها منقولة من الشيخ. "[33]
12. بعض دفعہ کسی آیت کی تشریح وتوضیح تفاسیر معتمدہ کی روشنی میں کرنے کے بعد حالات وزمانہ کے تناظر میں کرتے جیسے صفحہ نمبر 344 پر لکھتے ہیں کہ: "هٰذا معنى التفاسير والمعنى الثانى عام أى لا تحبسوا

الحرائر الشابات من النكاح إن اردن النكاح برجل لتبتغوا المال فانّه مفضى إلى الفحشآء اعوذُبالله منه ونختار الدين لا الدنيا."[34]

13. کسی تفسیری نکتہ میں اگر علماء کرام کا اختلاف ہو تو سب کی آراء ذکر فرما کر ترجیح اُس قول کو دیتے ہیں جو اقرب الی القرآن والحدیث ہو۔"فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى إِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا" (18:74) غلام (لڑکا) کے بلوغ کے بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔اس اختلاف کو آپ نے کچھ اس انداز میں بیان کیا ہے:"اعلم انّ فی بلوغ الغلام اختلاف بین اصحاب الظواهر و اصحاب التحقيق قال الظواهر يلعب بالصبيان فهو صبٌ قال اصحاب التحقيق كأن الغلام بالغاً وهو قطاع الطريق و الا يلزم على الخضر اعتراض فان قتل الصبى ممنوع شرعاً وإن كان كافراً كما هو ظاهر فى الغزواة فإنّهٗ لايقتل المرأة والصبى والشيخ۔واخرج ابن ابى حاتم عن سعيد بن عبد العزيز إن الغلام كان ابن عشرين سنة والعرب يطلق على الشاب اسم الغلام وهو قال ابن جرير ومبسوط و روح المعانى وقا ل شبير احمد ؒصاحب: بعض کا قول ہے کہ بالغ تھا اور لفظ غلام عدم بلوغ پر دلالت نہیں کرتا و قال اشرف على صاحب :اگر یہ بالغ اور ڈاکو ہوتا جیسے بعض کا قول ہے تو یہ قول زیادہ قریب الفہم تھا (والغلام يطلق على البالغ)كما جآء فى البخارى فى حديث المعراج قال موسیٰ ابكى (فرحا) لأنّ الغلام بعث بعدى يدخل الجنّة من امته اكثر من امتى۔فسمى النبىؐ غلاما فعلم أن العرب يطلق الغلام على البالغ وايضاً يفهم من القاعدةان المطلق يُراد به الكامله وهو البالغ."[35]

14. دورانِ تفسیر بعض مقامات پر ایسے اسرار ورُموز بیان فرماتے جو صرف اِس تفسیر کا خاصہ ہے، تو طلباء سے مخاطب ہو کر کہتے ،ساتھیوں! لکھ لو سمجھ لو یہ چیز آپ کو تفاسیر کے اوراق میں نہیں ملے گی:"فافهم هٰذه الترجمةفإنها لاتجد فى التفاسير فإنها منقولة من الشيخ." [36]

15. اکثر وبیشتر آیت کی تفسیر و توضیح کو حالات و زمانے کے مطابق اس آیت پر روشنی بھی فرماتے۔جیسے وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (24:33) کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "هٰذا معنى التفاسير والمعنى الثانى عام أى لا تحبسوا الحرائرالشابات من

النکاح ان اردن النکاح برجل لتبتغوا المال من الناکح کما یفعل الناس فی زماننا فانه مفضی الی الفحشآء اعوذ بالله تعالیٰ منه و نختارالدین لاالدنیا." [37]

16. کسی تفسیری نکتہ میں اختلاف کی صورت میں متقدمین اور متاخرین دونوں کی آراء ذکر فرماتے ہیں لیکن ترجیح اُس قول کو دیتے ہیں جو اقرب الی القرآن والحدیث نبویؐ ہو۔اورزیادہ پیچیدہ مسئلہ قاری پر چھوڑ دیتے ہیں۔حیاتِ خضر علیہ السلام کے بارے میں مفسرین اور محدثین حضرات کا اختلاف ہے۔جملہ روایات ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:"والأدلة فی حیاتہٖ ومماتہٖ مذکورفی التفاسیر لاسیما فی الروح المعانی فارجع إلیه." [38]

17. اختتامِ سورۃپر خلاصہٴ سورۃ بیان کرنے کے بعد علماء وطلباء کے لئے علمِ نافع ومقبول عمل کے دُعافرماتے ہیں جیسے سورۃاللھب کے آخر میں فرماتے ہیں کہ:"أیھاالعلماء والطلباء زاد لکم الله تعالیٰ علماً نافعاً وعملاًمقبولاً تعلیماً جدیداً" [39]

18. اور بعض دفعہ سورت کی تفسیر جب مکمل ہوتی ہے تو خلاصہ سورہ بیان کرنے کے بعد دعافرماتے اور کہتے: "والله اعلم بالصواب."

19. بعض اوقات سورت کا اختتام پر حدیثِ پاکؐ اور کبھی کبھی فارسی کا شعر پڑھتے تھے۔جیسے سورہ مائدہ کے آخر میں لکھتے ہیں:"قال النبیﷺلا تزال قدم ابن اٰدم یوم القیامه حتی یُسئل عن عمره فیما افناه وعن شبابه فیما ابلاه و عن ماله من این اکتسبه واین انفقته وما ذاعمل بما علم انتهی:
نگہدار مارا زراہ خطا۔۔۔۔۔۔خطا درگذار وثوابم نما [40]

20. عقائد اور اسلام سے باہر روایات یا امم ماضی کے قصص واحوال کو بھی قاری پر چھوڑتے ہیں۔ جیسا ذوالقرنین اور لقمان کی نبوت کے بارے میں اکثر صاحب امالیہ کا یہ شعر فرماتے تھے:
وذوالقرنین لم یعرف نبیا۔۔۔۔کذا لقمان فحذرعن جدال [41]

تفسیری خصوصیات

تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن میں مندرجہ ذیل خصوصیات پائی جاتی ہیں:

1. **الوانی مکتب فکر کی نمائندہ تفسیر**: یہ تفسیرالوانی مکتبِ فکر کی نمائندہ تفسیر ہے۔اس تفسیر میں مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ نے قدم قدم پر اپنے اُستاداور پیر ومرشد حضرت مولانا حسین علیؒ کے پیروی کی ہے۔مثلاً موضوع سورہ اور اس کا خلاصہ بیان کرنا، قرآن کریم کی چار حصوں میں تقسیم، خلاصہ

سُورہ، مسئلہ عدمِ سماع موتہ میں الوانی تحقیق کو ترجیح وغیرہ۔ آپؒ نے اپنے استاد محترمؒ کے تفسیری افادات سے بھرپور استفادہ کیا۔ بطور نمونہ: الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ. الزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ(24:2) کی تفسیر کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں کہ: "والحاصل أن الكفار لايؤاخذون بالزنا إذهم كالأنعام لامؤاخذة عليهم وأما المؤمنون فمؤاخذون بالزنا لانها حرام عليهم فيحدون بها فافهم هذه الترجمة فإنها لاتجد فی التفاسير فإنّها منقولة من الشيخ رحمة الله عليه."[42]

2. **تفسیر التسمیہ بعنوان خاص**: قرآن مجید کی کل ایک سو چودہ (114) سورتوں میں سے صرف ایک سورت (سورہ توبہ) کے علاوہ، ایک سو تیرہ (113) سورتوں کے ابتداء میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا ہے۔ مصنّفؒ نے ہر سورت کے تسمیہ کی تفسیری وضاحت اُسی سورت میں بیان شدہ مضامین کی روشنی میں کی ہے۔ جیسا کہ سورۃ البقرۃ کے تسمیہ کی تفسیر میں لکھا ہے: "بسم الله الذى جعل حيات القلب بذبح بقرة النفس التى تسر الناظرين دالة بالبعث بعد الموت و علامة بالصانع الكامل الرحمٰن بإرسال الكتاب الذى لاريب فيه الرحيم بجعله هدىً للمتقين."[43]

3. **حروفِ مقطعات کی تأویل**: قرآن مجید کے تقریباً اُنتیس سوروں کے شروع میں چند حروف سے مرکب چند الفاظ لائے گئے ہیں۔ جیسے الٓمّٓ، حٰمٓ، الٓمّٓصٓ وغیرہ۔ اصطلاح میں ایسے کلمات کو حروفِ مقطعات کہا جاتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت ان حروف کو الگ الگ ساکن حالت میں پڑھا جاتا ہے۔ جیسے الٓمّٓ کو الف، لام اور میم پڑھا جاتا ہے۔ حروفِ مقطعات کے بارے میں بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ حُروف جن سورتوں کے شروع میں آئے ہیں یہ ان سورتوں کے نام ہیں۔ بعض کے بقول یہ اسماء الٰہیہ کے رُموز ہیں، مگر جمہور صحابہؓ و تابعینؒ اور علماء اُمت کے نزدیک راجح قول یہ ہے کہ یہ اسرار و رُموز ہیں اور ان کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں اور ہاں یہ بھی ممکن ہے کہ ان حروف کے معانی و مطالب حضور ﷺ کو بتلائے گئے ہوں اور اُمت کو ان کے معانی بتانے اور سمجھانے سے منع کیا گیا ہو۔ اس لئے تو آپ ﷺ سے اِن حروف کے معانی و مطالب منقول نہیں۔

بعض دیگر اکابر علماء کرام جن سے اِن حروف کے معانی منقول ہیں، اس سے مراد محض تمثیل وتنبیہ اور آسانی مقصود ہے۔ نہ کہ بعینہٖ یہی معانی مراد ہیں۔ لہٰذا علماء تحقیق کے ہاں ان معانی و مطالب کو غلط کہنا درست

نہیں۔ حروف مقطعات کے بارے میں جس طرح دیگر علمائے کرام نے مختلف قسم کی تأویلات پیش کی ہیں، اسی طرح مولانا عبدالہادیؒ نے اپنی قرآن فہمی اور ذوقِ قرآن کے بدولت ان حروف کی بڑی عمدہ اور عام فہم تأویلات بیان فرمائی ہیں جن کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں:

I. الٓمٓ: سورة البقرة: فمعناه الحقیقی معلوم لله تعالیٰ والرسولﷺ ومعناه المجازی عند المفسرین"اوّل اللازم علی المؤمن"[44] الف سے اوّل، لام سے لازم اور میم سے مومن۔ اول لازم مومن کیلئے ذالک الکتب۔

II. الٓمٓ سورة اٰل عمرا ن:أی إلهٌ لازم الوجود المنزّه من الشرک اللّٰهُ لا إِلَهَ إِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ "[45] الف سے الہٰ، لام سے لازم الوجود اور میم سے منزہ من الشرک۔

4. **نسخِ آیاتِ قرآنیہ**: مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ قرآن کریم کی منسوخ آیات کے بارے میں اپنے استادِ محترم حضرت مولانا حسین علیؒ کے نقشِ قدم پر گامزن رہے ہیں۔ متقدمین مفسرین حضرات نے تو منسوخ آیات کی تعداد پانچ سوتک شمار کی ہیں اور بعض حضرات بیس(20) تک قرآنی آیات کے نسخ کے قائل ہیں۔ شاہ ولی اللہؒ نے ان میں جمع و تطبیق کرکے ان کی تعداد پانچ تک لائی ہے۔ مولانا حسین علیؒ نے اِن پانچ آیات کی ایسی توجیہ فرمائی دی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات کریمہ کا حکم تا قیامت باقی ہے۔اس حوالے سے شاہ ولی اللہؒ آیہ کریمہ: كُتِبَ عَلَيۡكُمۡ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ اِنۡ تَرَكَ خَيۡرَا ۨ الۡوَصِيَّةُ لِلۡوَالِدَيۡنِ وَالۡاَقۡرَبِيۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ حَقًّا عَلَى الۡمُتَّقِيۡنَ" (2:180) کو سورۃالنسآء کی آیت "يُوۡصِيۡكُمُ اللّٰهُ فِىۡۤ اَوۡلَادِكُمۡ لِلذَّكَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَيَيۡنِ فَاِنۡ كُنَّ نِسَآءً فَوۡقَ اثۡنَتَيۡنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَاِنۡ كَانَتۡ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصۡفُ وَلِاَبَوَيۡهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنۡ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنۡ كَانَ لَهٗۤ اِخۡوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصِىۡ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ اٰبَآؤُكُمۡ وَاَبۡنَآؤُكُمۡ لَا تَدۡرُوۡنَ اَيُّهُمۡ اَقۡرَبُ لَـكُمۡ نَفۡعًا فَرِيۡضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا" (4:11) سے منسوخ قرار دیتے ہیں۔اس بارے میں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ، جن کا شمار مولانا حسین علیؒ کے تلامذہ خاص میں ہوتا ہے، اپنی تفسیر، تفسیر جواہر القرآن (از افادات مولانا حسین علیؒ) میں مولانا حسین علیؒ کا نقطہ نظر بیان کرتے ہیں کہ اِس آیت میں: "وصیت والدین اور رشتہ داروں کے لئے نہیں بلکہ والدین اور رشتہ داروں کو ہے اور المعروف سے مراد حکمِ شرعی ہے۔اور مطلب یہ ہے کہ مرنے والے پر لازم ہے کہ وہ ماں باپ اور رشتہ داروں کو اس بات کی وصیت کرے کہ وہ اس کا ترکہ حکمِ شرعی کے مطابق تقسیم کریں۔"[46]

5. **عصمتِ انبیاء کرام علیہم السّلام**: عصمتِ انبیاء کے بارے میں مولانا عبدالہادیؒ انتہائی سخت گیر تھے۔آپ کہا کرتے کہ نبی تو اُمّت کے لئے نمونہ ہوا کرتا ہے۔ اگر یہ بھی معصوم نہ رہا تو اُمت کس کے نقشِ قدم پر چلے گی؟ فرماتے کہ معتزلہ بھی انبیآء کو معصوم قرار دیتے ہیں۔ البتہ ایک شرذمہ (طائفة قليلة من الناس تخالف المسلمات) جو عصمتِ انبیاء کی مخالف ہے۔ داؤد علیہ السلام کے واقعہ میں بعض مفسرین اسرائلیات نقل کرتے ہیں کہ آپؑ کی ننانوے (99) بیویاں تھیں لیکن اس کے باوجود داؤد علیہ السلام اپنے ایک سپہ سالار (اُوریہ) کی بیوی کو برہنہ دیکھ کر اُس پر عاشق ہو گیا تھا۔ لہٰذا اُسے حاصل کرنے کے لئے آپ علیہ السلام نے (نعوذ باللہ) اپنے ایک دوسرے جرنیل کے ذریعے ایک منصوبہ بنایا کہ " اُوریہ" کو ایسے محاذ جنگ پر بھیجا جائے جہاں سے وہ (اُوریہ) زندہ واپس نہ لوٹے۔اس طرح اُس کی بیوی آزاد ہو جائے گی اور داؤد علیہ السلام اُسے اپنے حرم میں داخل کر لیں گے۔

مولانا عبدالہادیؒ فرماتے کہ یہ سب یہود کی افتراء ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ داؤد علیہ السلام نے استعجاب کا اظہار کیا ہے۔ تفسیر میں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کرتے ہیں کہ:"روی عن ابن عباس انّه قسم الليل والنها على اربعة ايام يوما للعباد ويوما للقضاء و يوما للإشغال بخواص مملكته و يوماً لقاَء بنى اسرآئيل واعلن أن لايدخل علىَّ احدٌ فدخل عليه من بنىَ اسرآئيل رجلين بلااذن ففزع منهما والحال انّه ما اجاز لهما وقال داؤدٌ فعلت ذالک واقسمت إلايام لأمور عليحدة فقال له الله تعالىٰ كيف نسبت تقسيم الأيام إلىٰ نفسک وانت من المقربين لأن حسنات الأبرار سيئات المقربين فكيف نسبت إلىٰ نفسک وقال تعالىٰ سينقض هذاالتقسيم عليك فجآء رجلان من بنى اسرآئيل فى الظهرة فاعىٰ علىٰ لاٰخر دعوىً وحضرا عنده بلا اجازة فنقضى تقسيمه فى الأيام."[47]

وہ دونوں افراد دیوار پھلانگ کر اندر آئے اور اُن میں سے ایک نے دعویٰ کیا کہ "اِنَّ هٰذَآ اَخِىْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِىَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۔۔۔الخ" اس وقت داود علیہ السلام اپنے ربّ کی عبادت میں مشغول تھے تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی کیفیت ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں: وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ" مولانا عبدالہادیؒ فرماتے کہ اصل بات یہی تھی باقی جو بعض مفسرین نے اِدھر اُدھر کے من گھڑت واقعات ذکر کئے ہیں وہ سب اسرائیلیات میں سے ہیں۔اس لئے اس موضوع کے آخر میں لکھتے ہیں کہ:"وماجآء فى التفاسير فغلط منهم رحمهم الله تعالىٰ لعصمت الأنبيآء لأنهم مسلّمٌ من الصغائر والكبآئر جميعاً الإستغفار قسمان احدهما للأنبيآء والآخر لغيرهم امّا استغفار

الأنبيآء وهو الستر فمعنى استغفرالله سترّنا من الذنب أى لاتصل من الذنب الينا صغيراً كان او كبيراً واذا قال غيره استغفر الله فمعناه سترّنا من عذاب الذنب انتهىٰ فالانبيآء معصوم من الذنوب وامة بالإستغفار مأمون من عذاب الذنب."[48]

تفرّدات

مفسّر بھی انسان ہے ۔اور ہر انسان کی اپنی ایک انفرادیت ہوتی ہے ،خواہ وہ انفرادی صفت دنیاوی معاملہ میں ہو یااخروی۔ تفسیری میدان میں بعض دفعہ ایک مفسّر خود کو امتیازی حیثیت دلانے کی کوشش کرتا ہے،اس مقصد کے حصول کے لئے بعض اوقات وہ قرآن وسنّت ،اصول التفسیر اور قواعدِ عربیہ سے ہٹ کر تفسیر اپنا کوئی خیال شامل کردیتاہےاور مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ دُنیااس کی جانب متوجہ ہوجائے۔ایسی سستی شہرت حاصل کرنے کی اکثر اوقات شہرت اور عزت ملنے کے بجائے انسان کو ذلت ورسوائی کاسامنا کرناپڑجاتاہے۔ مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ جیسے سادہ مزاج اور دنیاوی شان وشوکت سے بے پرواانسان کے متعلق یہ کہنا کہ اُنھوں نے اپناایک نمایاں مقام بنانے کے لئے اپنی تفسیر میں تفردات پیش کئے ہر گزدرست نہیں۔آپؒ زندگی کااگر بنظرِ عمیق مطالعہ کیاجائے تواُن کے بارے میں اس قسم کاخیال ذہن میں پیدانہیں ہوسکتا۔آپؒ نے احادیث مبارکہ اور اسلاف کے تفسیری خزانے کو بارہامطالعہ کرکے اور قرآن وسنّت کے دائرے میں رہ کر تفسیر لکھی؛لیکن اس کے باوجود چندایک تفردات بھی بیان فرمائے ہیں۔ان تفردات کے ساتھ ضروری نہیں کہ ہر کسی کااتفاق ہو، اختلاف بھی ہوسکتاہے۔بہر حال اُن کی تفسیر میں چندایک تفردات ضرور ملتے ہیں جن کاایک نمونہ درج ذیل ہے۔

عام مفسرین سورۃ البقرۃ کی آیت: فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ(73:2) کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ: "تو ہم نے کہااس گائے کا کوئی سا ٹکڑا مقتول کو مارو۔اس طرح اللہ مردوں کو زندہ کرتاہےاور تم کواپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھاتاہے۔"[49] لیکن مفتی محمد شفیعؒ اپنی تفسیر،معارف القرآن میں لکھتے ہیں کہ: "ہم نے حکم دیا کہ اس (مقتول کی لاش) کو اس (بقرہ) کے کوئی سے ٹکڑے سے چھوا دو (چنانچہ چھوانے سے وہ زندہ ہوگیا۔۔) اسی طرح حق تعالیٰ (قیامت میں)مُردوں کو زندہ کردیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے نظائرِ (قدرت) تم کو دکھلاتے ہیں اس توقع پر کہ تم عقل سے کام لیا کرو۔"[50] شیخ القرآن مولاناغلام اللہ خانؒ اپنی تفسیر،جواہر القرآن میں لکھتے ہیں کہ:"اضربوہٗ"میں"ہٗ" کی ضمیر نفس کی طرف اور ببعضها میں ها کی ضمیر گائے کی طرف راجع ہے۔اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوا کہ گائے کے بدن کا کوئی سا حصہ مقتول کے بدن سے لگادو تو وہ زندہ ہو کر قاتل کا پتہ بتادے گا۔"[51]

یہاں مولانا عبدالہادیؒ کا اس آیتِ مذکورہ کے بارے میں اپنا ایک تفرّد ہے۔آپ فرماتے ہیں مقتول کے قاتل کے بارے میں جب بنی اسرآئیل آپس میں لڑے پڑے۔ہر ایک دوسرے پر قتل کا الزام لگاتا جارہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کا جھگڑا ختم کرنے کے لئے اُنھیں کہا کہ کوئی سی گائے ذبح کرکے اس کے خون کا انجکشن اس مقتول کو کرو تاکہ اس میں حیات آجائے۔ کیونکہ مقتول سے کافی خون بہہ چکا تھا۔اُسے خون چڑھانے سے اللہ کے حکم سے وہ دوبارہ زندہ ہو کر اپنے قاتل کا نام بتادے گا کہ اُسے کس نے قتل کیا۔اس سارے انتظام کا مقصد محض مقتول کا زندہ ہو کر قاتل کا نام بتانا نہ تھا۔ اس کام کے لئے تو پیغمبر کا معجزہ کافی تھا۔جس طرح حضرت عیسیٰؑ حکمِ خداوندی سے مرُدوں کو زندہ کیا تھا عین اسی طرح اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ کے ہاتھوں معجزہ رونما کرکے مقتول کو زندہ کردیتا۔لیکن یہاں مُردے کو زندہ کرنے کے ساتھ ساتھ احیاء (خون چڑھانے) کے قانون کا طریقہ اور تعلیم مقصود تھی۔آج کل بھی جب کسی مریض کا کسی حادثے میں خون کافی بہہ جائے تو اُسے خون چڑھایا جاتا ہے۔[52] اس بابت خود البرھان کا اقتباس ملاحظہ ہو:

"فقلنااضربوہٗ أی المیت ابرۃ ببعضھا فضربوہ ابرۃ بدم البقرۃ الموصوفۃ فحیَّ وقال انھم قتلونی۔۔۔ کذٰلک یحی اللہ الموتٰی ویریکم اٰیت قدرتہ لعلّکم تعقلون بھا ثمّ تصنعون فی وقت الضرورۃ فان قیل یسرع فی دفن المیت وجآء فی التفاسیر لامعتبرۃ کانوا یطلبون البقرۃ الموصوفۃ اربعین سنۃ وھذادلیل التاخیر المیت. قلنا البقرۃ اسم لفنّ لعلاج المرض ھو علم طویلٌ یقرءہٗ الطالب فی زمان طویل فلھذا قال المفسرون یطلبون البقرۃ اربعین سنۃ یعنی یحصلون فن العلاج فی اربعین سنۃ وسمی ھذا الفن بقرۃ لان فی تحصیلہ ذُبح البقرۃ اوّلاً لیحصل فی المیت حیاۃ ویظھر القاتل الظالم وفی حروف البقرۃ سرٌ یحصل بہ الفن."[53]

نتائج بحث

تحقیق کے دوران درجہ ذیل نتائج اخذ کئے گئے:

1) زیر نظر تفسیر مشکلات القرآن کے حل میں آسان اور عام فہم تفسیر ہے۔
2) طلبہ کے اذھان میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات کو بہتر اور آسان اسلوب سے رفع کرتا ہے۔
3) تفسیر القرآن بالقرآن کی زبردست کوشش کی گئی ہے۔
4) دوران تفسیر احادیث رسول ﷺ سے خوب استفادہ کیا ہے۔
5) مفسر نے تفسیر اور تشریح کے لئے اقوال الصحابہ سے خوب شواہد لئے ہیں۔
6) فقہاء اور مفسرین تابعین کے اقوال سے بھی خوب استفادہ کیا ہے۔
7) مشکل معانی جو مختلف احتمالات کے متقاضی ہو اس میں علم ادب کا سہارہ لے کر حل کیا ہے۔

8) منسوخ آیات کی تفسیر اور تاویل کرکے قرآن میں منسوخ آیات کی نفی کی ہے۔

*****

References

1. Hamdillah, Yousafzai, *Tazkira-e Shekhain* (Sawabai, Madani Kutab khana, 2014), 81.

حمداللہ، یوسف زئی،تذکرۂ شیخین (صوابی، مدنی کتب خانہ صوابی، 2014)، 81۔

2. Muhammad Ibrahim, Fani, *Hayat sheikh il Quran, (*Akhora Khatak, Nowshehra, Maktaba Shah Waliullah, 1996), 18.

محمد ابراہیم، فانی، حیات شیخ القرآن، (اکوڑہ خٹک نوشہرہ، مطبع مکتبہ شاہ ولی اللہ، 1996)، 18۔

3. Saidurrahman "*Mulana Abdulhadi Shah Mansoori ki Tafseeri Khidmat*, (Islamabad, AIOU, 2016), M. phil. Thesis. 26.

سیدالرحمان، مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ کی تفسیری خدمات، (اسلام آباد، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 2016)، ایم. فل مقالہ، 26۔

4. Ibid.

ایضاً۔

5. Abdulhadi, Shah Mansoori, *Tafseerulburhan fi Mushkilatulquran*, (Karachi, Eductional press, 1987), 1.

عبدالہادی، شاہ منصوری، تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن ، (کراچی، ایجوکیشنل پریس، 1987)، 1۔

6. Ibid, 2.

ایضاً،2۔

7. Ghulam ullah Khan, *Tafseer –e Jawahir-ul Quran*, Vol. 1, (Rawalpindi, Kutab Khana Rashidia, 1974), 5.

غلام اللہ خان، تفسیر جواہر القرآن، جلد اول (راولپنڈی، کتب خانہ رشیدیہ، 1974) ص 5۔

8. Fani, *Hayat sheikh il Quran*, 70.

فانی، حیات شیخ القرآن، 70۔

9. Ghulam ullah Khan, *Tafseer –e Jawahir-ul Quran*, Vol. 1, 5.

غلام اللہ خان، تفسیر جواہر القرآن، ج1، 5۔

10. Fazal Amin, Haqqani, *Muqadimat-ul Quran*, (Karachi, Eductional Press, 2007), 3.

فضل امین، حقانی، مقدمۃ القرآن، (کراچی، ایجوکیشنل پریس، 2007)، 3۔

11. Mansoori, *Tafseerulburhan fi Mushkilatulquran*, 2.

شاہ منصوری، *تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن*، 2۔

12. Ibid.

ایضا۔

13. Emaadudin Ismail, Ibn-e Katheer, Alhafiz Abu Alfidaa, *Tafseer-ul Qurran Alaazeem*, Vol. 4, (Lahore, Maqbool Academy, nd.), 8.

عمادالدین اسمٰعیل، ابن کثیر، الحافظ ابو الفداء، *تفسیر القرآن العظیم*، مترجم، ج4، (لاہور، مقبول اکیڈمی، ندارد)، 1۔

14. Ibid, Vol. 4, 1.

ایضا، ج4، 1۔

15. Ibid.

ایضاً۔

16. Ibid.

ایضاً۔

17. Mansoori, *Tafseerulburhan fi Mushkilatulquran*, 15.

شاہ منصوری، *تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن*، 15۔

18. Ibid, 87.

ایضا، 87۔

19. Ibid, 488.

ایضا، 488۔

20. Ibid, 23.

ایضاً، 23۔

21. Ibid.

ایضاً۔

22. Ibid, 31.

ایضاً، 31۔

23. Ibid, 137.

ایضاً، 137۔

24. Ibid, 181.

ایضاً، 181۔

25. Ibid, 189.

ایضاً، 189۔

26.Ibid, 106.

ایضاً، 106۔

27.Ibid, 179.

ایضا، 179۔

28.Ibid, 332.

ایضاً، 332۔

29. Ibid, 332.

ایضاً، 29۔

30. Ibid, 148.

ایضاً، 148۔

31. Ibid, 36.

ایضا،36۔

32. Saidurrahman “*Mulana Abdulhadi Shah Mansoori ki Tafseeri Khidmat*, 14.

سید الرحمان، *مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ کی تفسیری خدمات*، 14۔

33. Mansoori, *Tafseerulburhan fi Mushkilatulquran*, 340.

شاہ منصوری، *تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن*، 340۔

34. Ibid, 344.

ایضاً، 344۔

35. Ibid, 293.

ایضاً، 293۔

36. Ibid, 340.

ایضاً، 340۔

37. Ibid, 344.

ایضاً، 344۔

38. Ibid, 293.

ایضاً، 293۔

39. Ibid, 607.

ایضاً، 607۔

40. Ibid, 131.

ایضاً، 131۔

41. Ibid, 296.

ایضاً، 296۔

42. Ibid, 340.

ایضاً، 340۔

43. Ibid, 9.

ایضاً، 9۔

44. Ibid.

ایضاً۔

45. Ibid, 56.

ایضاً، 56۔

46. Ghulam ullah Khan, *Tafseer –e Jawahir-ul Quran*, Vol. 1, 88.

مولانا غلام اللہ خان، *تفسیر جواہر القران*، 88

47. Mansoori, *Muqadimat-o Tafseerulburhan fi Mushkilatulquran*, 423.

شاہ منصوری، *مقدمۃ تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن*، 423۔

48. Ibid, 424.

ایضاً، 424۔

49. Fath Muhammad Khan, Jhalandari, *Quran Kareem*, Mutarjam, (Lahor, Faran Foundation, 2011), 13.

فتح محمد خان، جالندھری، *قرآن کریم*، مترجم، (لاہور، فاران فاونڈیشن، 2011)، 13۔

50. Muhammad Shafi, Mufti, *Maarifulquran*,Vol.1, (Karachi, Idaratul Maarif Darululom, nd.), 14.

محمد شفیع، مفتی، *معارف القرآن*، ج 1، (کراچی، اداراۃ المعارف دار العلوم، ندارد)، 14۔

51. Ghulam ullah Khan, *Tafseer –e Jawahir-ul Quran*, Vol. 1, 88.

مولانا غلام اللہ خان، *تفسیر جواہر القران*، ج1، 43۔

52. Fani, *Hayat sheikh il Quran*, 161.

فانی، *حیات شیخ القرآن*، 161۔

53. Mansoori, *Tafseerulburhan fi Mushkilatulquran*, 19.

شاہ منصوری، *تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن*، 19۔